

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ستائیس رجب کو روزہ رکھنا کیسا ہے؟

سوال:

محترمی و مکرمی متکلم اسلام مولانا محمد الیاس گھمن حفظہ اللہ
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

رجب المرجب کی 27 اور 28 تاریخ کو روزے رکھنے کی شرعی حقیقت کیا ہے؟ بعض لوگ اس کے فضائل بیان کرتے ہیں اور اس دن روزہ رکھنے کا اہتمام کرتے ہیں، براہ کرم اس کی وضاحت فرمادیں۔ نیز معراج کے بارے میں وضاحت درکار ہے۔

سائل: محمد طارق۔ انڈیا

+918922004456

جواب:

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

اسلامی مہینوں میں سے چار ماہ حرمت والے ہیں، ان میں ایک ماہ رجب بھی ہے۔ ماہ رجب کی کسی مخصوص تاریخ کو روزہ رکھنا اور اس عمل کو سنت سمجھنا جائز نہیں۔ عوام میں ستائیس رجب کے روزہ کے حوالے سے کئی فضائل و رد زبان ہیں، جنہیں وہ حدیث کی طرف منسوب کرتے ہیں، یاد رہے کہ اس سلسلے میں کوئی ایک بھی صحیح حدیث منقول نہیں ہے، جتنی بھی ہیں ان سب کی محدثین کرام نے سختی سے تردید کی ہے، بعض کو من گھڑت اور بعض کو سخت ضعیف قرار دیا ہے۔ ہمارے اکابرین کرام نے بھی ستائیس رجب کے روزہ کے بارے میں تحریر فرمایا ہے کہ وہ ثابت نہیں ہے، اس کا التزام کرنا بدعت ہے۔

فائدہ: اگر کسی بندہ کا نفل روزہ رکھنے کا عام معمول ہو اور وہ ستائیس رجب کے دن بھی سنت، لازم اور ضروری سمجھے بغیر حسب معمول نفل روزہ رکھ لے تو اس کے جواز میں کوئی شبہ نہیں، ایسے بندہ کو اس دن کے روزہ پر عام نفل روزہ کی طرح ضرور اجر ملے گا۔

واقعہ معراج سے متعلق میری کتاب "شرح الفقہ الاکبر" میں سے تفصیلی اقتباس نقل

کیا جاتا ہے:

واقعہ معراج:

معراج آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا اعزاز بھی ہے اور اعجاز بھی ہے۔ اعزاز اس لیے ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے بعد کائنات کی سب سے بڑی ہستی ہیں اور ابو جہل اس کائنات

کاسب سے گھٹیا انسان ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اتنا بڑا ہونے کے باوجود کائنات کے سب سے چھوٹے شخص کی زیادتی کو اللہ تعالیٰ کے لیے برداشت کیا ہے، اس لیے اللہ تعالیٰ نے اس قربانی کا بدلہ یہ دیا کہ عرش جس کے اوپر کوئی اور مکان نہیں، تک لے جا کر آپ کو عزت دی ہے۔ یہ اعزاز ہے۔

معراج: اعجاز بھی ہے کہ یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایسی نشانی ہے جس نے دوسروں کو اس کی نظیر پیش کرنے سے عاجز کر دیا ہے۔

سفر معراج نبوت کے گیارہویں سال میں ہوا۔ رائج قول کے مطابق رجب کی 27 ویں تاریخ تھی۔ یہ سفر دو حصوں پر مشتمل ہے:

1: مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک، اسے ”اسراء“ کہتے ہیں۔

2: بیت المقدس سے لے کر ملا اعلیٰ تک، اسے ”معراج“ کہتے ہیں۔

پہلے حصے کا ذکر قرآن مجید میں ہے (سورۃ الاسراء: 1) اور دوسرے حصے کا ذکر احادیث متواترہ میں ہے۔ مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک کا سفر براق کے ذریعے ہوا اور بیت المقدس سے آگے تک کا سفر سیڑھی کے ذریعے ہوا۔

اس سفر کا آغاز یوں ہوا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ام ہانی کے گھر آرام فرما رہے تھے کہ یکایک چھت پھٹی اور حضرت جبرائیل علیہ السلام تشریف لائے۔ آپ کو جگایا اور مسجد حرام کی طرف لے گئے۔ وہاں جا کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم حطیم کعبہ میں لیٹے اور سو گئے۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بیدار کیا اور زمزم کے کنویں پر لے گئے۔ وہاں لٹا کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سینہ کو چاک کیا اور قلب مبارک کو نکالا اور زمزم کے پانی سے دھویا۔ ایک سونے کا تشت لایا گیا جس میں ایمان و حکمت بھرا ہوا تھا۔ اس ایمان و حکمت سے آپ کے سینے کو بھر دیا گیا اور سینہ کو سی دیا گیا۔ بعد ازاں براق لایا گیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس پر سوار کیا گیا۔ براق پر سفر شروع ہوا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم بیت اللہ سے بیت المقدس پہنچے۔ اس دوران آپ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ، مدین، طور سیناء اور بیت اللحم اترے اور جبرائیل امین علیہ السلام کے کہنے پر ان مقامات میں دو دور کعت نماز ادا فرمائی۔

اس زمینی سفر میں کئی واقعات پیش آئے۔ صحیح مسلم میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: معراج کی رات میرا گزر حضرت موسیٰ علیہ السلام پر ہوا، میں نے دیکھا کہ وہ اپنی قبر میں کھڑے ہو کر نماز پڑھ رہے تھے۔ اسی راستہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا گزر ایسی قوم پر ہوا جن کے ناخن تانبے کے تھے اور وہ ان ناخنوں کے ساتھ اپنے چہروں اور سینوں کو چھیل رہے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جبرائیل سے پوچھا کہ یہ

کون ہیں؟ انہوں نے جواب دیا کہ یہ غیبت کرنے والے لوگ ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو دیکھا جو نہر میں تیر رہا تھا اور پتھروں کو لقمہ بنا بنا کر کھا رہا تھا۔ پوچھنے پر حضرت جبرائیل امین نے بتایا کہ یہ سود خور ہے۔ غرض اس طرح کے کئی واقعات پیش آئے۔

بیت المقدس پہنچنے پر دو رکعت تحیۃ المسجد پڑھی۔ تمام انبیاء علیہم السلام پہلے ہی سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے انتظار میں موجود تھے۔ ایک مؤذن نے اذان دی، پھر اقامت کہی۔ تمام انبیاء علیہم السلام صف باندھ کر انتظار میں کھڑے تھے کہ کون امامت کرے گا؟! حضرت جبرائیل امین علیہ السلام نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہاتھ پکڑ کر آگے بڑھایا۔ تمام انبیاء علیہم السلام نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتداء میں نماز ادا کی۔ انبیاء علیہم السلام کی یہ نماز روح مع الجسد تھی۔

اس کے بعد حضرت جبرائیل علیہ السلام اور دیگر ملائکہ کے ہمراہ آسمانوں کی طرف عروج فرمایا۔ آسمانوں پر مختلف انبیاء علیہم السلام سے ملاقات ہوئی۔ پہلے آسمان پر حضرت آدم علیہ السلام، دوسرے آسمان پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام، تیسرے آسمان پر حضرت یوسف علیہ السلام، چوتھے آسمان پر حضرت ادریس علیہ السلام، پانچویں آسمان پر حضرت ہارون علیہ السلام، چھٹے آسمان پر حضرت موسیٰ علیہ السلام اور ساتویں آسمان پر حضرت ابراہیم علیہ السلام سے ملاقات ہوئی۔ بعد ازاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سدرۃ المنتہیٰ کی طرف لے جایا گیا جو ساتویں آسمان پر ایک بیری کا درخت ہے۔ زمین سے جو چیز اوپر جاتی ہے وہ سدرۃ المنتہیٰ پر جا کر رک جاتی ہے پھر وہاں سے اوپر اٹھائی جاتی ہے اور ملا اعلیٰ سے جو چیز اترتی ہے وہ سدرۃ المنتہیٰ پر آکر ٹھہر جاتی ہے، پھر وہاں سے نیچے اترتی ہے۔ اس مقام پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جبرائیل امین کو ان کی اصلی صورت میں دیکھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حق جل مجدہ کے عجیب و غریب انوارات و تجلیات کا مشاہدہ کیا اور بے شمار فرشتے اور سونے کے پتنگے دیکھے جو سدرۃ المنتہیٰ کو گھیرے ہوئے تھے۔ سدرۃ المنتہیٰ کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو جنت اور جہنم دکھائی گئی۔ اس کے بعد مقام صریف الاقلام پر پہنچے۔ لکھنے کے وقت قلم کی جو آواز پیدا ہوتی ہے اسے صریف الاقلام کہتے ہیں۔ ملائکہ امور الہیہ کی کتابت کر رہے تھے اور احکام خداوندی کو لوح محفوظ سے نقل کر رہے تھے۔

مقام صریف الاقلام سے آگے چل کر حجاب طے کرتے ہوئے بارگاہ قدس میں پہنچے، یہاں دیدار خداوندی اور بلا واسطہ ہمکلامی کا شرف حاصل ہوا۔ یہ زیارت آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی آنکھوں سے کی ہے۔ اس موقع پر اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو تین چیزیں تحفہ دیں؛ (۱) پانچ وقت کی نمازیں، (۲) خواتیم سورۃ البقرۃ یعنی سورۃ البقرہ کی آخری آیتوں کا مضمون

اور (۳) یہ کہ آپ کی امت میں سے جو شخص اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرائے تو اللہ تعالیٰ اس کے کبیرہ گناہوں سے درگزر فرمائے گا یعنی کبیرہ گناہوں کے مرتکب کو کفار کی طرح ہمیشہ ہمیشہ کے لیے جہنم میں نہ ڈالے گا بلکہ اپنے فضل و کرم سے سزا دیے بغیر یا قانونِ عدل سے سزا دے کر جنت میں داخل فرمادے گا۔

اس کے بعد آسمانوں سے واپسی ہوئی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اولاً بیت المقدس میں اترے۔ وہاں سے براق پر سوار ہو کر صبح ہونے سے پہلے ہی مکہ پہنچ گئے۔ صبح آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب یہ واقعہ قریش کے سامنے بیان کیا تو لوگ حیران ہو گئے، بعض نے تالیاں بجائیں اور ازراہِ تعجب کہا کہ ایک رات میں اتنا لمبا سفر کیسے طے ہو سکتا ہے؟! جن لوگوں نے بیت المقدس دیکھا ہوا تھا تو وہ اس کے متعلق سوال کرنے لگے۔ اللہ تعالیٰ نے حجابات اٹھا کر بیت المقدس کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نظروں کے سامنے کر دیا اور آپ نے ان لوگوں کے سوالات کے صحیح صحیح جوابات دیے۔

(شرح الفقہ الاکبر: ص 449)

واللہ اعلم بالصواب

محمد ریاض کھن

23- رجب المرجب 1443ھ

25- فروری 2022ء